REGD No. L-5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

خطبہ نمبر
یوم چہارشنبہ
فی پرچہ ۱۰/ نئے پیسے

جلد ۴۸/۱۳ ۔۔ ۴ تبلیغ ۱۳۳۸ ھش ۔۔ ۴ فروری ۱۹۵۹ء ۔۔ نمبر ۳۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳ فروری ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"دانت میں کئی دن سے تکلیف تھی گم بوائل بنا ہوا تھا ڈاکٹر وں نے پس نکال دی ہے۔ اب گو درد میں افاقہ ہے لیکن پوری طرح آرام نہیں۔"

احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو جلد صحت یاب فرمائے۔ اور اپنے فضل سے کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین

جماعت احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) کا نواں کامیاب سالانہ جلسہ

ملک کے طول و عرض سے احمدی احباب کی بکثرت شمولیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا روح پرور پیغام

سیرالیون (مغربی افریقہ) سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ جس میں ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے ہزاروں احمدی احباب شامل ہوئے۔ جلسہ میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ تو حاضرین گہرے طور پر اس سے متاثر ہوئے۔

حضور نے اپنے پیغام میں احباب جماعت کو تلقین کی تھی۔ کہ وہ للہیت اور اخلاص کے جذبہ کو ترقی دینے کی کوشش کریں۔ تاکہ ملک میں تبلیغ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کیا جا سکے۔ حضور نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ احباب جس اخلاص اور جوش کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اس سے سینکڑوں گنا زیادہ اخلاص اور جوش کے ساتھ واپس جائیں۔ تاکہ ملک کا چپہ چپہ نور اسلام سے منور ہو جائے۔

جلسہ میں دیگر مقررین کے علاوہ آنریبل پیرامونٹ چیف ناصر الدین گامانگا نے بھی تقریر کی۔ اس موقعہ پر تبلیغ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے جو اہم فیصلے کئے گئے۔ ان میں آٹھ نئی مساجد کی تعمیر کا پروگرام بھی شامل ہے۔

(مفصل روئداد عنقریب شائع کی جائے گی)

تعلیم الاسلام کالج نے سیکنڈری بورڈ کے انگریزی زونل مباحثہ کی چیمپئن شپ جیت لی

مورخہ ۳۱ جنوری کو گورنمنٹ کالج سرگودھا میں منعقد ہونیوالے سیکنڈری بورڈ زونل انگریزی مباحثہ میں تعلیم الاسلام کالج نے امسال بھی چیمپئن شپ جیت لی۔ محمد اجمل غوری متعلم سال دوم نے مباحثہ میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ محمود الیس کوشنے نے چہارم پوزیشن حاصل کی اس طرح مجموعی طور پر ہماری ٹیم اول رہی۔ یاد رہے کہ پچھلے سال بھی ہمارے کالج نے اردو اور انگریزی چیمپئن شپ جیتی تھی۔ موضوع یہ تھا "مذہب کے بغیر ترقی نہیں کی جا سکتی"

(سیکرٹری یونین)

ثواب کی خاطر مخلصین آگے آئیں

دفتری امور سے واقف دوست جو مرکز میں رہائش پذیر ہیں۔ اور اپنے فارغ اوقات خدمت سلسلہ کے لئے وقف کرنا چاہتے ہوں۔ دفتر وقف جدید میں تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔

دن بھر میں چند گھنٹوں کا "وقف" کوئی مشکل امر نہیں۔

آیئے اور قومی خدمت میں حصہ لیجئے

وقف جدید کو کامیاب بنانا آپ کا اولین فرض ہے۔

(انچارج دفتر وقف جدید)

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کے متعلق اعلان

احباب جماعت! ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں نہایت درجہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے وحی پاکر وہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی۔ جو حضرت مصلح موعود سے متعلق ہے۔ اور جس کے ہم سب زندہ گواہ ہیں۔ ماہ فروری شروع ہو چکا ہے اور ۲۰ فروری کا دن قریب آرہا ہے۔ تمام جماعتوں کے عہدہ داران کو چاہیئے کہ ابھی سے اپنے اپنے ہاں یوم مصلح موعود منانے کے لئے تیاری شروع کردیں۔ مناسب لٹریچر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے منگوا کر تقسیم کیا جائے اور جلسے کر کے تقاریر کے ذریعہ اپنوں اور دیگر احباب کو اس پیشگوئی کی سچائی سے واقف اور آگاہ کیا جائے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

ہمارا خدا زندہ خدا ہے وہ پہلے کی طرح اب بھی اپنے نشانات دکھا رہا ہے اور آئندہ بھی دکھاتا رہے گا

معجزات اور نشانات سماوی کے بغیر ایمان محض رسم اور قصہ کہانی بن کر رہ جاتا ہے

ہمیشہ دعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندہ ایمان عطا کرے اور ہمارا انجام بخیر ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ جنوری ۱۹۵۹ء بمقام ربوہ

(یہ خطبہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراہیم۔ (انبیاء ع ۵)

اس کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ

آتا ہے کہ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ بتوں کے پجاری شرک سے باز نہیں آتے۔ اور ان کی ہر نصیحت بے کار جاری ہے۔ اور انہوں نے ایک دن موقعہ پا کر سوائے بڑے بت کے باقی تمام بتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ جب لوگوں کو اپنے بتوں کی تباہی کا علم ہوا۔ تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ یہ کس شخص کا کام ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ ایک نوجوان ہے جس کا نام ابراہیم ہے وہ ہمارے بتوں کے خلاف باتیں کیا کرتا ہے۔ یہ کام اسی کا ہو سکتا ہے۔ اس پر لوگوں نے فیصلہ کیا کہ آگ جلا کر حضرت ابراہیم کو اس میں ڈال دیا جائے۔ اور اس طرح اپنے بتوں کی مدد کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے آگ جلائی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراہیم۔ اے آگ تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی بھی ہو جا۔ اور اس کے لئے سلامتی کا باعث بھی بن جا۔

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ

اس آیت کے یہ معنی کیا کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی مخالفت کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔ مجھے یاد ہے ۱۹۰۳ء میں جب ایک شخص عبدالغفور نے جو اسلام سے مرتد ہو کر آریہ ہو گیا تھا۔ اور اس نے اپنا نام دھرم پال رکھ لیا تھا۔ "ترک اسلام" نامی کتاب لکھی۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب لکھا۔ جو "نور الدین" کے نام سے شائع ہوا۔ یہ کتاب غالباً سیر میں روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنائی جاتی تھی۔ میری عمر اس وقت کوئی ۱۵ سال کی تھی۔ لیکن میں بھی سیر میں ساتھ جایا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ زیادہ تیز نہیں چل سکتے تھے یوں تو آپ کی صحت بہت اچھی تھی۔ اور آپ کے قویٰ بڑے مضبوط تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خلقی نقص تھا۔ جس کی وجہ سے

آپ چلنے میں کمزور تھے

سیر میں آپ بعض دفعہ پیچھے رہ جاتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے مولوی نور الدین صاحب کہاں ہیں۔ اس پر آپ دوڑتے ہوئے آتے۔ جلدی میں آپ کی پگڑی گر جاتی۔ اور آپ دوڑتے ہوئے پگڑی باندھتے جاتے اور جوتی گھسیٹتے چلے جاتے۔ پس گو مجھے پوری طرح یاد نہیں مگر میرا خیال ہے کہ یہ کتاب کوئی اور شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کرتا تھا۔ غالباً شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی یا مفتی محمد صادق صاحب یہ کتاب سنایا کرتے تھے (مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی روایات میں لکھا ہے کہ وہ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شام کی مجلس میں سنایا کرتے تھے۔ مگر مجھے یہی یاد ہے۔ کہ یہ کتاب سیر میں آپ کو سنائی جاتی تھی) جب دھرم پال کا یہ اعتراض آیا۔ کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ تو دوسروں کے لئے کیوں نہ ہوتی۔ اور اس پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سنایا گیا کہ اس جگہ "نار" سے ظاہری آگ مراد نہیں۔ بلکہ مخالفت کی آگ مراد ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اس تاویل کی کیا ضرورت ہے

مجھے بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے اگر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کس طرح ٹھنڈی ہوئی۔ تو وہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ آیا میں اس آگ میں سے سلامتی کے ساتھ نکل آتا ہوں یا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس جرح کی وجہ سے میں نے جہاں کہیں قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر کی ہے۔ میں نے یہ نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مخالفت کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا بلکہ میں نے یہی لکھا ہے کہ مخالفوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا۔ لیکن

وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی

اور چونکہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اسباب سے بھی کام لیا کرتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ اس وقت بادل آ گیا ہو۔ اور بارش ہو گئی ہو۔ جس کی وجہ سے آگ بجھ گئی ہو۔ بہرحال ہمارا ایمان یہی ہے کہ دشمنوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے واقعہ میں آگ جلائی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے۔ کہ جن کی وجہ سے ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اور آپ آگ سے محفوظ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی۔ کہ جب سلسلہ پر کوئی مشکل وقت آتا۔ آپ بچوں کو بھی کہہ دیتے کہ دعائیں کرو۔ اور استخارہ کرو۔ غالباً لیکھرام کے متعلق جب آریوں نے شور مچایا۔ اور تلاش کے لئے ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس آیا۔ تو اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ چونکہ

آریوں نے شور مچایا

ہے۔ اس لئے کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا ہونے کا احتمال ہے چنانچہ اس وقت مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ استخارہ کرو۔ نہ اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی۔ چونکہ لیکھرام کا قتل ۱۸۹۷ء میں ہوا ہے۔ اس لئے

میں قریباً ۸-۹ سال کا تھا۔ بہرحال مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔ کہ استخارہ کرو۔ چنانچہ میں نے دُعا کی۔ تو میں نے

رُؤیا میں دیکھا

کہ میں باہر سے گھر میں آیا ہوں۔ ہمارے مکان کی جو ڈیوڑھی تھی وہ اس وقت وہاں نہیں ہوتی تھی۔ جہاں قادیان سے آتے وقت تھی۔ بلکہ وہ اس وقت مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر کے زیادہ قریب تھی۔ میں اس میں سے داخل ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ آگے تمام پولیس کے سپاہی کھڑے ہیں۔ پولیس والے مجھے اندر جانے سے روکتے ہیں۔ مگر میں ان کے روکنے کے باوجود اندر چلا گیا۔ ہمارے مکان میں ایک تہ خانہ ہوا کرتا تھا۔ جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے گرمیوں میں آرام کرنے کیلئے بنوایا تھا۔ اور اس میں سیڑھیاں اُترا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خیال سے کہ بچے اندر جاکر کھیلتے ہیں اور اندھیری جگہ ہونے کی وجہ سے سانپ بچھو کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس کی سیڑھیاں نصف تک بند کرا دی تھیں۔ اور باقی حصہ میں عام طور پر گھر کی ردی اشیاء رکھی جاتی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ پولیس والوں نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو کھڑا کیا ہوا ہے اور آپ کے سامنے اوپلوں کا ڈھیر لگا دیا گیا ہے۔ پولیس والے آتے ہیں اور اوپلوں کو آگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر خواب میں بہت گھبرایا کہ اب کیا ہوگا۔ اتنے میں کسی شخص نے اشارہ کیا کہ اوپر دیکھو۔ میں نے اُوپر دیکھا تو دہلیز کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ جو خدا کے بندے ہوتے ہیں آگ اُن پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زور سے اپنا ہاتھ مارا اور تمام اوپلے گر گئے اور آپ اس میں سے باہر نکل آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی

ایک الہام ہے

کہ ”آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۱۲) آج جب میں نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی کتاب ”نور الدین“ منگوائی اور اس میں سے دھرمپال کے اس اعتراض کا جواب سُنا۔ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے الفاظ دیکھے۔ کہ تم ہمارے امام کو آگ میں ڈال کر دیکھ لو یقیناً خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اسے اس آگ سے اسی طرح محفوظ رکھے گا۔ جس طرح اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محفوظ رکھا۔ (نور الدین صفحہ ۱۳۶) تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ یاد آگئے کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے۔ اگر لوگوں کو اس آگ کے ٹھنڈا ہونے میں کوئی شبہ ہے تو وہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ آگ ٹھنڈی ہوتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بارش برسا کر یا ہوا چلا کر اس آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے انگریزوں کو بھیج کر اس

آگ کو ٹھنڈا کیا ہوا تھا

بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ چیلنج دیا تھا کہ یہ لوگ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں مگر مخالف اس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو گورنمنٹ ہمیں پھانسی پر لٹکا دیگی۔ ہاں ان لوگوں نے گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کے مکان کی تلاشی کا انتظام کیا کہ شاید کوئی قابلِ اعتراض خط مل جائے۔ جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چارہ جوئی کی جاسکے۔ مجھے یاد ہے سپرنٹنڈنٹ پولیس لیمار چنڈ جب کمرہ سے باہر نکلا تو چونکہ اس کا قد بہت لمبا تھا اور پھر اس نے سولا ہیٹ پہنی ہوئی تھی۔ جو بہت اونچی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا سر بڑے زور سے دہلیز سے ٹکرایا۔ اور وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آپ کچھ دیر آرام کرلیں۔ میں آپ کے لئے دودھ منگواتا ہوں۔ اس نے کہا۔ نہیں نہیں۔ میں ڈیوٹی پر آیا ہوں۔ اس لئے میں ایسا نہیں کر سکتا۔

مجھے یاد ہے

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوٹی مسجد میں یہ واقعہ سُنایا۔ اور فرمایا۔ دیکھو انگریزوں میں اپنی ڈیوٹی کا کیسا احساس پایا جاتا ہے اگر کوئی ہندوستانی ہوتا تو فوراً مان جاتا۔ بلکہ وہ خود کہتا کہ مجھے کچھ دودھ وغیرہ منگوا دیں۔ لیکن لیمار چنڈ انگریز تھا۔ اس نے کہا۔ میں آپ کی تلاشی کیلئے آیا ہوں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے ڈیوٹی پر ہوں۔ اسلئے میرے لئے جائز نہیں۔ کہ آپ کے گھر سے کوئی چیز لے کر کھاؤں۔ حکیم محمد عمر صاحب بھی اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ وہ بڑبولے واقع ہوئے ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لیمار چنڈ کا سر دہلیز سے ٹکرایا تو حکیم صاحب فوراً بول پڑے کہ حضور اس کے سر سے خون بھی نکلا تھا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے اور فرمایا۔ حکیم صاحب میں نے اس کی ٹوپی اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ کہ اس کے سر میں سے خون بھی نکلا ہے یا نہیں۔

اب دیکھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گزرے چار ہزار سال ہو چکے تھے مگر چونکہ آپ کا بھی ابراہیم ہونے کا دعویٰ تھا۔ اسلئے گو دشمنوں نے آپ کے لئے

ہر قسم کی آگ بھڑکائی

آپ کے مکان کی تلاشی لی۔ اور پوری کوشش کی کہ کسی طرح آپ پر کوئی الزام لگے اور آپ گرفتار ہو جائیں لیکن ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ لاہور میں ایک ڈپٹی برکت علی خان صاحب تھے۔ جو شاہجہانپور کے رہنے والے تھے۔ اور مسلمانوں کے بہت خیر خواہ تھے۔ آریوں نے مشہور کر دیا تھا کہ ڈپٹی صاحب کے گھر میں لیکھرام کا قاتل چھپا ہوا ہے۔

اس زمانہ کے ایک دوست اب بھی موجود ہیں ان کی عمر ۹۰ سال کے قریب ہے اور وہ انڈیا میں

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس

بھی رہ چکے ہیں۔ وہ مری میں مجھ سے ملنے آئے تھے انہوں نے بتایا کہ میں ان دنوں سب انسپکٹر پولیس تھا اور لاہور میں تھا۔ میں نے سُنا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ڈپٹی صاحب کی کوٹھی کے اردگرد گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ میں بھی وہاں گیا اور دیکھا کہ ہزاروں مسلمان جوش میں وہاں کھڑے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس شخص نے بھی لیکھرام کو قتل کیا ہے اس نے اسلام کی خدمت کی ہے اسلئے وہ جوش میں وہاں کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم سب قتل ہو جائینگے لیکن ڈپٹی صاحب کے گھر میں پولیس کو گھسنے نہیں دیں گے۔ ڈپٹی صاحب بڑے نرم دل تھے وہ باہر نکلے اور انہوں نے کہا کہ نہیں صاحب قاتل میرے گھر میں نہیں گھسا پھر انہوں نے قسم کھائی۔ تب جاکر لوگ ٹھنڈے ہوئے۔ پھر پولیس اندر داخل ہوئی اور اس نے تلاشی لی تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ دراصل لیکھرام کو کسی آدمی نے نہیں مارا تھا کہ وہ

ڈپٹی برکت علی خان صاحب

کے گھر میں گھستا بلکہ اُسے فرشتے نے مارا تھا اور وہ کہاں پکڑا جا سکتا تھا۔ پہلے میں سمجھتا تھا۔ کہ برکت علی محمڈن ہال اُن ملک برکت علی صاحب کے نام پر ہے جو مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے لیکن ان ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مجھے مری میں بتایا کہ یہ ہال ان برکت علی خان صاحب کے نام پر ہے جن کے زمانہ میں لیکھرام کا واقعہ ہوا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے نشانات دکھاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں بھی وہ نشانات دکھاتا رہا ہے اب بھی دکھا رہا ہے اور آئندہ بھی دکھاتا رہیگا۔ ہمارا خدا زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا۔ اس پر نہ کبھی اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔ نہ موت آتی ہے اور نہ کمزوری آتی ہے۔ اس

خدا کے نشانات

نہ کبھی کم ہوئے ہیں اور نہ کم ہوں گے۔ بیوقوف سمجھتے ہیں کہ وہ نشانات حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ختم ہو گئے حالانکہ وہ نشانات نہ حضرت آدم علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں نہ حضرت نوح علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوئے ہیں اور نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئے ہیں۔ وہ نشانات قیامت تک چلتے چلے جائیں گے اور لوگوں کے ایمانوں کو تازہ کرتے رہیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ کے معجزات، نشانات اور تائیدات سماوی مٹا دی جائیں تو ایمان صرف رسمی اور قصہ کہانی بنکر رہ جائے اور

قصہ کہانیوں کا ایمان

انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ایمان اُسی وقت فائدہ دیتا ہے جب وہ یقین کی حد تک پہنچ جائے اور اسے یقین کی حد تک پہنچانا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے بندہ کے اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس پر مہربانی کرے اس کو یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ کی نصرت نہ ملے اس کو باوجود قرآن کریم کے پڑھنے اور ظاہری ایمان حاصل ہونے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ وہ اِس دنیا میں اندھا ہی آتا ہے اور اندھا ہی اِس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے تو اس کی بخشش ہو سکتی ہے ورنہ وہ اپنے زور سے کسی بخشش کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے

دعائیں کرتے رہنا چاہیئے

کہ وہ ہمیں صرف اپنے نشانات ہی نہ دکھائے۔ بلکہ اپنے نشانات پر علم یقین بھی پیدا کرے۔ خالی نشان دیکھنا کوئی چیز نہیں۔

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کس قدر نشانات دکھائے گئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کہ خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسی کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلاتے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے (چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

مگر اتنے بڑے نشانات کے باوجود آپ کے بعض ماننے والے ہی آپ سے منحرف ہو گئے۔ اس لئے کہ انہوں نے نشانات تو دیکھے۔ مگر حق الیقین تک ان کی نوبت نہیں پہنچی تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا۔ اور پھر ڈگمگا گئے پس اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ ہمیں

یقین کامل عطا فرمائے

اور ہمیں موت دے۔ تو صالحین والی موت دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر کون ایماندار ہوگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے بڑے نشانات دیکھے تھے مگر پھر بھی آپ فرماتے ہیں۔

فاطر السمٰوات والارض
انت ولیّ فی الدنیا والآخرۃ
توفنی مسلما والحقنی
بالصٰلحین (یوسف ع ۱۱)

یعنی اے زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے خدا تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا دوست اور مددگار ہے۔ اس لئے میری تجھ سے التجا ہے کہ تو مجھے اپنی کامل فرمانبرداری کی حالت میں وفات دیجیو۔ اور پھر ایسی حالت میں موت دیجیو۔ کہ میں صالحین کے طبقہ میں شامل ہو جاؤں۔ انسان کو ہمیشہ یہ دعا مانگتے رہنا چاہیئے تاکہ

اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر کرے

اور اس دنیا میں بھی خدا تعالیٰ کی تائید اسے حاصل ہو۔ اور آخرت میں بھی وہ اس کے ساتھ ہو۔

ولادت

خاکسار کے لڑکے عزیزم محمد اسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر عطا فرماوے۔ اور خادم اسلام بناوے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین بناوے۔

(محمد رمضان کارکن تبشیر)

کلمات طیبات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زندہ خدا کی تازہ تجلیات ہی انسان کو زندہ ایمان سے فیض یاب کرتی ہے

(۱)

اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدا نما مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص سچے طور پر اس کی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیتوں پر کاربند ہو جائے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اسی جہان میں خدا کو دیکھ لے گا۔ وہ خدا جو دنیا کی نظر سے ہزاروں پردوں میں ہے۔ اس کی شناخت کے لئے بجز قرآنی تعلیم کے اور کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدا تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور اس میں ایک برکت اور قوت جاذبہ ہے۔ جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہو اور قرآن شریف پر سچا ایمان لانیوالا صرف فلسفیوں کی طرح یہ ظن نہیں رکھتا کہ اس پر حکمت عالم کا بنانیوالا کوئی ہونا چاہیئے بلکہ وہ ایک ذاتی بصیرت حاصل کر کے اور ایک پاک رؤیت سے مشرف ہو کر یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ فی الواقع وہ صانع موجود ہے۔ اور اس پاک کلام کی روشنی حاصل کرنے والا محض خشک معقولیوں کی طرح یہ گمان نہیں رکھتا کہ خدا واحد لاشریک ہے۔ بلکہ صدہا چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ جو اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلمت سے نکالتے ہیں واقعی طور پر مشاہدہ کر لیتا ہے کہ درحقیقت ذات اور صفات میں خدا کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ عملی طور پر دنیا کو دکھا دیتا ہے کہ وہ ایسا ہی خدا کو سمجھتا ہے اور وحدت الٰہی کی عظمت ایسی اس کے دل میں سما جاتی ہے کہ وہ الٰہی ارادہ کے آگے تمام دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بلکہ مطلق لاشئے اور سراسر کالعدم سمجھتا ہے"۔

(۲)

"زندہ ایمان لانا ہرگز ممکن نہیں جب تک انسان زندہ خدا کی تجلیات اور آیات عظیمہ سے فیض یاب نہ ہو۔ یوں تو بجز دہریہ لوگوں کے تمام دنیا کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کے وجود کی قائل ہے۔ مگر چونکہ وہ قائل ہونا صرف اپنا خود تراشیدہ خیال ہے۔ اور زندہ خدا کی اپنی ذاتی تجلّی سے نہیں ہے۔ اس لئے ایسے خیال سے زندہ ایمان حاصل نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے انا الموجود کی آواز زوردار طاقتوں کے ساتھ معجزانہ رنگ میں اور خارق عادت کے طور پر سنائی نہ دے۔ اور فعلی طور پر اس کے ساتھ دوسرے زبردست نشان نہ ہوں۔ اس وقت تک اس زندہ خدا پر ایمان آ نہیں سکتا۔ ایسے لوگ محض سنی سنائی باتوں کا نام خدا یا پرمیشر رکھتے ہیں۔ اور صرف گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ اور اپنی شناسائی کی حد سے زیادہ لاف و گزاف اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔

حقیقی خدا دانی تمام اسی میں منحصر ہے کہ اس زندہ خدا تک رسائی ہو جائے۔ کہ جو اپنے مقرب انسانوں سے نہایت صفائی سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اپنی پُرشوکت اور لذیذ کلام سے اُن کو تسلی اور سکینت بخشتا ہے اور جس طرح ایک انسان دوسرے انسان سے بولتا ہے۔ ایسا ہی یقینی طور پر جو بکلّی شک و شبہ سے پاک ہے ان سے باتیں کرتا ہے۔ ان کی بات سنتا ہے۔ اور اس کا جواب دیتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کو سنکر دعا کے قبول کرنے سے ان کو اطلاع بخشتا ہے۔ اور ایک طرف لذیذ اور پُرشوکت قول سے اور دوسری طرف معجزانہ فعل سے اور اپنے قوی اور زبردست نشانوں سے ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ میں ہی خدا ہوں۔

(۳)

"پس جو مذہب اس خدا کو جس کا ان صفات سے متصف ہونا ثابت ہے پیش نہیں کرتا۔ اور ایمان کو صرف گذشتہ قصوں کہانیوں اور ایسی باتوں تک محدود رکھتا ہے۔ جو دیکھنے اور کہنے میں نہیں آتی ہیں۔ وہ مذہب ہرگز سچا مذہب نہیں ہے۔ اور ایسے فرضی خدا کی پیروی ایسی ہے کہ جیسے ایک مردہ سے توقع رکھنا کہ وہ زندوں جیسے کام کرے گا۔ ایسے خدا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جو ہمیشہ تازہ طور پر اپنے وجود کو آپ ثابت نہیں کرتا گویا وہ ایک بت ہے جو نہ بولتا ہے اور نہ سنتا ہے۔ اور نہ سوال کا جواب دیتا ہے اور نہ اپنی قادرانہ قوت کو ایسے طور پر دکھا سکتا ہے جو ایک پکا دہریہ بھی اس میں شک نہ کر سکے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسے ہمیں روشنی بخشنے کے لئے ہر روز تازہ طور پر آفتاب نکلتا ہے۔ اور ہم اس قدر قصہ سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور نہ کچھ تسلی پا سکتے ہیں کہ ہم اندھیرے میں ہوں اور روشنی کا نام و نشان نہ ہو۔ اور یہ کہا جائے کہ آفتاب تو ہے مگر وہ کسی پہلے زمانہ میں طلوع کرتا تھا اور اب وہ ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہے۔ ایسا ہی وہ حقیقی آفتاب جو دلوں کو روشن کرتا ہے۔ ہر روز تازہ بتازہ طلوع کرتا ہے۔ اور اپنی قولی فعلی تجلیات سے انسان کو حصہ بخشتا ہے۔ وہی خدا سچا ہے۔ اور وہی مذہب سچا جو ایسے خدا کے وجود کی بشارت دیتا ہے اور ایسے خدا کو دکھلاتا ہے۔ اسی زندہ خدا سے نفس پاک ہوتا ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ضرورت جے وی اساتذہ

ربوہ میں جے وی اساتذہ کی ضرورت ہے۔ مرکز سلسلہ میں رہائش کے متمنی مخلص احباب درخواستیں معرفت مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب جلد ارسال کریں۔

تنخواہ بمعہ الاؤنس -/۸۰ روپے ماہوار حسب سرکاری شرح۔ میٹرک جے وی کو ترجیح دی جائے گی۔

(ناظر تعلیم ربوہ)

استغفار کی اہمیّت

(از مکرم فضل الرحمٰن صاحب نعیم۔ دفتر وقف جدید ربوہ)

اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں مومنوں کو یہ بابرکت اور بے مثال دعا سکھائی۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین

اے ہمارے رب ہمیں سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیو۔ ان لوگوں کی راہ جو منعم علیہ تھے اور ہمیں اس غلط راستے پر گامزن ہونے سے بچائیو جس پر مغضوب علیہ اور گمراہ قدم مار چکے ہیں۔

منعم علیہ میں سب سے بڑا اور اہم انبیاء علیہم السلام کا مبارک گروہ ہے۔ اور مغضوب علیہم وہ بدقسمت ہیں جو انبیاء کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے۔ اور نیست و نابود کر دیئے گئے۔

طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ تھی کہ جہاں ایک گروہ اللہ تعالےٰ کے انعامات کا وارث ہوا وہاں بہت سے لوگ رحیم و کریم خدا کے غضب کو بھڑکانے والے اور اس کی سزا کے حقدار قرار دیئے گئے۔

مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالےٰ نے واضح طور پر اس سوال کا جواب دیا ہے۔

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ (سورہ ہود پ ۱۱ غ ۱)

یعنی تم بخشش مانگتے رہا کرو اور رجوع کرو۔ اسی کی طرف تو وہ تمہیں بہترین متاع سے نوازے گا۔ جب تک وقت مقررہ ختم نہ ہو جائے اور وہ ہر فضیلت والے کو اپنا فضل عطا کرے گا۔ لیکن اگر تم ان احکام سے پھر گئے تو یقیناً میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے

یعنی اللہ تعالےٰ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد ضروری ہے کہ استغفار کا نسخہ استعمال کیا جائے۔ استغفار کے بغیر ایمان تشنہ اور نامکمل رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے اس وعدے کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم استغفار کرنے والوں کو اچھے سے اچھا متاع دے کر اپنے فضلوں اور انعامات کا وارث بناتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا ثبوت اور اسی کی پرستش کا حکم دینے کے بعد استغفار کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ سورہ نوح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کی تعلیم دی۔ لیکن اس نے حضرت نوحؑ کی بیش قیمت نصیحت پر عمل کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں ان پر تباہی آئی اور وہ مغضوب علیہ قرار دیئے گئے۔

اسی طرح حضرت ہودؑ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

"اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اے میری قوم استغفار کرو اپنے ربّ سے اور توبہ کرو۔ اسی کی طرف وہ تم پر اپنی رحمتوں کے بھرپور بادل بھیج کر تمہیں زیادہ سے زیادہ طاقت دے گا۔ اور یاد رکھو (کہ میری اس نصیحت پر عمل نہ کر کے) مجرم نہ بن جاؤ" قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عاد نے حضرت ہودؑ علیہ السلام کی یہ بات نہ مانی کہ یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ۔ (سورہ ہود ع ۵)

سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ کہ ہلاکت ہے عاد کے لئے جو ہودؑ کی قوم تھی۔

حضرت صالحؑ ثمود کی طرف ارشاد و اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ انہوں نے بھی فرمایا:۔

"اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس کے بعد استغفار و توبہ کرو۔ اسی کی طرف یقیناً میرا رب قریب ہے وہ ضرور جواب دیتا ہے۔" (سورہ ہود)

ان لوگوں میں سے بعض نیک لوگوں نے حضرت صالحؑ کی اس آواز پر لبیک کہی۔ لیکن بہت سے بدنصیب ایسے بھی تھے جنہوں نے اس قیمتی مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا سو اللہ تعالےٰ نے پہلے گروہ کو اپنے وعدے کے مطابق انعامات کا وارث کیا اور ... اور دوسرے گروہ کو دائمی لعنت کا طوق پہنا دیا اور فرمایا

اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ۔ ثمود انعامات سے کوسوں دور ہو گئے

حضرت شعیبؑ مدین کی طرف تشریف لائے یہ قوم اللہ تعالےٰ کی منکر اور بت پرست تھی ناپ تول میں کمی ان کا شیوہ تھا۔ انصاف کے نام ہی سے انہیں نفرت تھی۔ اور ہر وقت دنگا فساد ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

حضرت شعیبؑ طبیب مدین نے ان کی بیماریوں کا استغفار ہی علاج تجویز کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (سورہ ہود ع ۸)

اے میری قوم تمہاری ان تمام کمینہ حرکتوں کا ایک ہی علاج ہے کہ تم اللہ تعالےٰ سے بخشش چاہو۔ اسی کی طرف رجوع اختیار کرو۔ میرا رب تو بار بار رحم کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا قید خانہ

(۳)

سوال :۔ یہ تمام کنٹرول کیوں ہے؟

جواب :۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ پولیس پر جو بے پناہ اخراجات کئے جاتے ہیں اس کا جواز پیدا کرنے کے لئے نت نئے حالات اور واقعات پیدا کئے جاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی گرفت کو ڈھیلا نہیں ہونے دیتے۔ ہنگری کی بغاوت نے اس چیز کا سب سے بڑا ثبوت پیش کیا ہے۔ اس بغاوت سے وہ بہت ہراساں ہو گئے۔ چنانچہ جبر و استبداد میں ترقی دیدی۔ ان کا شکار خاص طور پر دانشور طبقہ ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈھلمل یقین اشتراکی ہوتے ہیں۔ ہنگری کے ایک سابقہ مصنف نے کہا:۔

"بہترین چیز یہ ہے کہ جسمانی مزدوری اختیار کر لی جائے۔ اور اشتراکی پارٹی میں شامل نہ ہو۔ میں خود ایسا ہی کر رہا ہوں"

سوال :۔ لوگوں کی عام شکایت کی نوعیت کیا ہے؟

جواب :۔ بے کیفی۔ خشک زندگی۔ غیر یقینی مستقبل جس سے کوئی امید وابستہ نہیں کی جا سکتی ہے۔ ایک شخص کی رائے کے مطابق:۔

"عمیق بے اطمینانی جو روزمرہ کی زندگی میں جاری و ساری ہے"

اور پھر حساس قسم کے لوگ جب اپنے گردوپیش کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ ہر شخص زندگی میں ایک قسم کی تھکان اور بوریت محسوس کرتا ہے۔ چیکوسلاویکیہ کے ایک نوجوان (جو خوشحال تھا) نے کہا:۔

"ایک باپ کی حیثیت سے میری خواہش ہے کہ میں اپنی اولاد کو خود سے بہتر زندگی دوں لیکن اس کا بہت کم امکان ہے۔ ان کے لئے لازمی ہے کہ پہلے وہ پکے کمیونسٹ بنیں مگر ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ ہم زندگی محنت اور مشقت میں بسر کریں گے۔ شاید کبھی حالات تبدیل ہو جائیں اور ہم لوگ بھی کار خرید سکیں۔"

اور پھر اس ٹھہرے پانی کی اس زندگی سے کوئی مفر نہیں ہے۔ آپ طویل رخصت لے کر آرام کر سکتے ہیں یا کسی تفریحی مقام پر جا سکتے ہیں۔ رومانیہ میں ہم نے ایسے مقام پر چند دن گذارے۔ یہاں آپ باغوں کی سیر کر سکتے ہیں۔ شطرنج یا والی بال کھیل سکتے ہیں۔ "ہاؤس آف کلچر" میں جا کر آپ پارٹی کا لیکچر پڑھ سکتے ہیں۔ ریڈیو سن سکتے ہیں اور ـــ بس ـــ رات کے دس بجے آپ کو سو جانا چاہیئے۔ یہاں بھی ہم نے کسی شخص کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ کئی لوگوں نے ہماری باتیں سننے کے بعد کہا:۔

"کس قدر خوش نصیب ہیں آپ لوگ کہ آپ غیر ملکی سیاحت کر سکتے ہیں"

سوال :۔ کیا نوجوان طبقہ اشتراکیت کو قبول کر چکا ہے؟

جواب :۔ نہیں۔ اس سیاحت نے ہمیں یقین دلا دیا ہے کہ دس سال کی طویل مدت میں بھی ـــ اس عرصہ میں نوجوانوں کو اشتراکیت کی ہر چند تعلیم و تربیت دی گئی ہے۔ مگر وہ اشتراکیت سے مانوس اور وابستہ نہیں ہو سکے ہیں۔ وجہ صاف اور عیاں ہے۔

نوجوان طبقہ اپنے اندر جوانی کی امنگیں لئے ہوئے ہے کچھ کرنے کی بلند آرزوئیں ہیں کسی قدر باغیانہ احساس ہے۔ اشتراکی نظام کی سختی کا ان کو خوب احساس ہے۔ ان کے حافظے میں ماضی کی کوئی تلخیاں نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ جنگ کی تباہ کاریاں بھی ان کے ذہن میں نہیں ہیں۔ وہ صرف یہ جانتے ہیں کہ اشتراکیت کیا ہے اور پھر مغربی ممالک کا تصور موجود ہے۔ چنانچہ ان کے اندر تلخی پیدا ہو رہی ہے مثال کے طور پر مغربی موسیقی اور رقص "جاز" کو لیجئے۔ حکومت نے اس پر پابندی لگا دی ہے جس سے نوجوان طبقہ بہت ناراض ہے۔ بلغاریہ میں ایک اسٹور پر ROCK — N — ROLL کا ریکارڈ جب حکومت کے حکم سے بند کر دیا گیا اور اس کی بجائے دوسی پروپیگنڈا کا ریکارڈ لگا دیا گیا تو نوجوان طبقہ نے زبردست ہنگامہ کیا۔ (باقی)

درخواست دعا

مکرم مصلح الدین صاحب راجیکی گزشتہ چار ماہ سے صاحب فراش ہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ خاص توجہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

اُذکُروا موتٰکُم بِالخیر

حاجی جمال الدین صاحب مرحوم آف جمال پور

(از مکرم عبدالرحمٰن صاحب انسپکٹر وقف جدید)

مؤرخہ ۲۶/۱/۵۹ء بروز سوموار شام کے چھ بجے کے قریب چوہدری حاجی جمال الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جمال پور اچانک حادثہ کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات اس طرح ہوئی کہ آپ مغرب کی نماز کے لئے گھر سے مسجد کی طرف گئے کہ رستہ میں ایک اونٹ نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کو سخت زخم آئے۔ زخموں کی تاب نہ لا کر اسی وقت فوت ہو گئے۔

آپ کی پیدائش بمقام بھیلہ ریاست کپور تھلہ ضلع جالندھر میں ہوئی۔ عمر وفات کے وقت ۷۵ برس تھی ۱۹۱۲ء میں بیعت کی۔ نہایت مخلص اور سلسلہ کا عشق رکھنے والے بزرگ تھے۔ موصی تھے اور نماز تہجد کے پابند تھے۔ آپ اکثر اپنے آبائی گاؤں بھیلہ سے پیدل سفر کر کے قادیان جلسہ سالانہ پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان سلسلہ کی تقاریر بڑے غور اور شوق سے سنا کرتے تھے۔

تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ۱۹۳۰ء میں سندھ تشریف لے گئے اور یہاں پر زمین خرید کی۔ اور اپنا ایک گاؤں آباد کیا۔ جس کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت جمال پور رکھا۔

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے احمدی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے از حد محبت تھی۔ جب بھی حضور پر نور نے قربانی کے لئے بلایا بڑے شوق سے حصہ لیا اور ہمیشہ انفرادی اور اجتماعی چندے مرکز میں پیشگی بھجوا دیتے تھے۔ تحریک جدید اور وقف جدید کا چندہ اکثر ساری جماعت کا وعدہ کے ساتھ ہی بھجوا دیتے تھے چنانچہ وفات سے دو دن قبل اپنے تمام خاندان کی طرف سے وقف جدید کے وعدے لکھوائے اور نقد ادا کرنے کے لئے اپنے بیٹے چوہدری شاہ محمد صاحب کو کہا کہ وعدہ کے ساتھ ہی رقم مرکز میں بھجوا دو۔

آپ مہمان نواز تھے اور مہمان کے آنے پر بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اور خوب خاطر مدارت کرتے تھے۔ حتی کہ جو نا واقف مہمان ہوتے ان کی بھی بڑی خدمت کرتے تھے۔

خیرات اکثر کرتے رہتے تھے کسی سوالی کو خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ اور مسافروں کو اکثر کھانا کھلایا کرتے تھے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۵۳ء میں حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کی سعادت بخشی۔

خاکسار کو تقریباً ایک سال ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ہے۔ آپ میں وہ تمام خوبیاں تھیں جو کہ ایک مومن میں ہونی چاہئیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔

آپ کی تبلیغ سے علاقہ میں کافی احمدی ہوئے۔ چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نہایت مخلص جماعت موجود ہے۔

آپ کی وفات سے قریبی جماعتوں کو بہت صدمہ پہنچا ہے۔ اور اچانک وفات سے لواحقین کو سخت صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ آپ نے اپنے پیچھے دو نوجوان لڑکے چوہدری شاہ محمد صاحب و محمد ابراہیم صاحب یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کی وفات کی وجہ سے سلسلہ کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی فرمائے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

درخواست دعا

میری بھانجی عزیزہ خاور سلطانہ بنت مکرم محترم ملک بشیر الحق صاحب آف لاہور دیر سے بیمار ہیں۔ نیز میری نانی صاحبہ بھی جو میرے دادا حضرت شیخ نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں بہت بیمار ہیں۔

براہ مہربانی اللہ تعالیٰ کے حضور ہر دو کی صحت کے لئے دعا فرما کر ممنون فرماویں۔

(شیخ نور الحق ربوہ)

اسلام میں طلاق اور خلع کی صورت

(از مکرم مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل)

اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے جہاں اسلام مردوں کے لئے حقوق قائم کرتا ہے وہاں عورتوں کے حقوق بھی بیان کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ اور فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف۔ کہ عورتوں سے اچھی معاشرت سے پیش آؤ۔ اور حدیث میں ہے۔ خیرکم خیرکم لاھلہ کہ اے لوگو! تم میں سے بہتر اور صاحب خُلق وہ ہے جو اپنی بیوی سے نیک سلوک کرتا ہے۔

اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف اور جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے اور دونوں خاندانوں کے حَکَم بھی تصفیہ کی صورت قائم نہ کرا سکیں۔ تو اسلام کا یہ حکم ہے کہ پھر عورت کو تکلیف اور ضرر دینے کے لئے نہ روکا جائے۔ بلکہ طلاق دے کر علیحدہ کر دیا جائے۔ اگرچہ طلاق کو اسلام نے ابغض الحلال قرار دیا ہے۔ مگر بعض مجبوریوں سے ایسا کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ جب آیت لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا کا منشاء پورا نہیں ہوتا تو پھر کس غرض کیلئے میاں بیوی اکٹھے رہیں۔ بیوی تو تسکین، مؤدت اور رحمت اور خانہ داری کے انتظام کے لئے ہوتی ہے۔ اگر یہ صورت قائم نہیں ہوتی تو پھر علیحدگی مناسب ہے۔

بعض لوگ بیوی میں تسکین و مؤدت وغیرہ کی صورت نہ دیکھتے ہوئے بھی علیحدہ نہیں کرتے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر طلاق دی تو مہر وغیرہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ اسلام نے اس طریق کو ناپسند کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ (نساء پ) کہ اے مومنو! نہ روکے رکھو عورتوں کو اس غرض کے لئے کہ تم نے جو بعض سامان اور اموال بیویوں کو دے رکھے ہیں اُن سے کچھ مل جائے۔ سوائے اس کے کہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ یعنی یہ طریق مناسب اور جائز نہیں ہے۔ بہرحال اسلام نہایت عمدہ اور صفائی کے طریق کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک جگہ عورتوں کے سلسلہ میں فرماتا ہے۔ و قولوا قولاً سدیداً۔ کہ اے مومنو! جو بات بھی کرو سیدھی کرو اس میں کوئی ہیر پھیر کی صورت نہ ہو۔

جہاں اسلام نے مردوں کیلئے مجبوری کے حالات میں طلاق کو جائز قرار دیا ہے۔ وہاں عورتوں کے لئے بھی یہ راہ کھلی رکھی ہے کہ اگر اُن کے لئے کوئی مجبوری کے حالات پیش آئیں تو وہ بھی مرد سے علیحدگی کی صورت اختیار کر سکتی ہیں۔ مگر وہ دار القضاء کا واسطہ اختیار کریں تاکہ فطری طور پر جو اسلام نے مرد کے مقابلہ میں عورت میں کمزوری تسلیم کی ہے اس کی رُو سے کوئی غلط قدم نہ اٹھائے۔ اور قاضی دیکھ لے کہ اس کا مطالبہ صحیح بنیاد پر قائم ہے۔ اس بارہ میں قرآن کریم اور حدیث دونوں میں حکم موجود ہے۔ قرآن کریم میں ہے فیما افتدت بہ کہ عورت کچھ روپیہ دیکر مرد سے طلاق لے سکتی ہے۔ اس کا نام خُلع ہے (درس القرآن صفحہ ۹۵)

حدیث شریف میں ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی آنحضرت صلعم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ثابت بن قیس کے خُلق اور دین میں کوئی عیب نہیں لگاتی مگر میں اسلام میں کُفر کی صورت کو پسند نہیں کرتی۔ آنحضرت صلعم نے عورت کی بات سُن کر فرمایا کیا تو اس کا باغ واپس کرتی ہے۔ عورت نے کہا کہ ہاں واپس کرتی ہوں۔ اس پر آنحضرت صلعم نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو فرمایا:۔

"اقبل الحدیقۃ وطلقھا تطلیقۃ" (مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۵)

کہ باغ واپس لے لو اور طلاق دیدو۔ اس طرح آنحضرت صلعم نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی کو الگ الگ کر دیا۔

اس حدیث میں "ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام" میں اس امر کو پیش کیا گیا ہے کہ عورت مرد کی صحبت سے کراہت رکھتی ہو اور طبعی منافرت ہو تو ایسی صورت میں بھی علیحدگی کی درخواست کر سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مگر تاہم مزاجوں کی ناموافقت ہوتی ہے۔ جو کہ باہمی معاشرت کی مخل ہوتی ہے...... مگر پھر بھی چونکہ اس کی طرف سے کراہت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ طلاق دے سکتا ہے مزاجوں کا آپس میں موافق نہ ہونا یہ بھی ایک شرعی امر ہے۔"

(البدر مئی ۱۹۰۳ء)

پس عورت اور مرد موجبات طلاق اور خُلع کی موجودگی میں علیحدگی کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور عورت دار القضاء کے ذریعہ اپنا فیصلہ کرا سکتی ہے۔

مسلم لیگ اور قائد اعظم سے پنڈت جواہر لال نہرو کی وعدہ خلافیوں کا ذکر

خودنوشت سوانح میں مرحوم مولانا ابوالکلام آزاد کے تاثرات

نئی دہلی ۲ فروری۔ بھارت کے وزیر تعلیم اور نائب وزیر اعظم اور کانگرس کے چوٹی کے لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی رائے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے متعلق یہ تھی کہ وہ "گرم جذبات سے مغلوب ہو کر کرتے ہیں" اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ وہ کوئی فیصلہ کرتے وقت کچھ سوچنے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔" وزیر دفاع کرشنا مینن کے متعلق مولانا کی رائے یہ تھی کہ وہ "پنڈت نہرو کو غلط راستے پر چلاتے رہتے ہیں۔" مرحوم نے لکھا ہے کہ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کے فعال تنظیم بننے کا اور ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کے اختیار کردہ موقف کا اصل باعث پنڈت نہرو کا وہ رویہ ہے۔ جو انہوں نے قائد اعظم سے معاملات طے کرتے ہوئے اختیار کیا تھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے کانگرس اور بھارت کے ان لیڈروں کے متعلق جن کے ساتھ وہ مدت العمر کام کرتے رہے ہیں اور برصغیر کی سیاسیات کے متعلق ان خیالات کا اظہار خودنوشت سوانح حیات میں کیا ہے جو مولانا کے انتقال کے ایک سال بعد ان کی پہلی برسی پر شائع ہوئی ہے۔ مولانا کا انتقال گذشتہ سال ۲۲ فروری کو ہوا تھا۔ اس کتاب کا نام "ہندوستان کا حصول آزادی" ہے۔ مرحوم نے یہ کتاب دراصل اردو میں لکھوائی تھی اور اس کو انگریزی میں مرحوم کے سیکرٹری مسٹر ہمایوں کبیر نے مرتب کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کا ایک اہم حصہ جو کوئی تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ نیشنل میوزیم میں محفوظ کر دیا ہے۔ اس حصے کو اب سے کوئی بیس تیس سال بعد شائع کیا جائیگا۔ عام خیال یہ ہے کہ اس حصے میں کانگرسی لیڈروں کے کردار کے سیاہ ترین گوشوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے اور انہیں اب اس لئے شائع نہیں کیا گیا کہ وہ خیالات عوام تک پہنچ گئے تو بھارت کے متعدد موجودہ قومی مشاہیر کی تصویریں اس آئینے میں رسوا اور تاریک نظر آئیں گی۔

مولانا آزاد نے اس کتاب کے پہلے حصہ میں حصول آزادی کی سیاست پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قائد اعظم اور مسلم لیگ سے جب پنڈت نہرو کو واسطہ پڑا تو وہ دو ایسی شدید غلطیاں کر گزرے۔ جن کی بدولت وہ حالات رونما ہوئے۔ جن میں برصغیر کی تقسیم اور دو آزاد ممالک کی صورت میں پاکستان اور بھارت کا قیام ناگزیر ہو گیا۔ ان میں سے پہلی غلطی پنڈت نہرو کی وہ تھی کہ انہوں نے ۱۹۳۷ء میں "دولتی نظریات" سے والہانہ شیفتگی کے باعث اور اسی شوق کی رو میں بہہ کر ایک ٹھوس سمجھوتے کی صریح خلاف ورزی کی اور یوپی کی کابینہ میں مسلم لیگ کے دو وزراء شامل کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ پنڈت نہرو کے اسی رویہ نے مسلم لیگ کو ایک فعال مسلم تنظیم کی صورت دی۔ ان کی دوسری شدید غلطی یہ تھی کہ ۱۹۴۶ء میں وزارتی مشن نے جب اپنا منصوبہ پیش کیا تو مسلم لیگ اور کانگرس دونوں نے اسے منظور کر لیا اور مفاہمت ہو گئی۔ لیکن یہ بات طے ہو جانے کے بعد پنڈت نہرو نے ۱۰ جولائی کو ایک پریس کانفرنس میں یہ کہہ دیا کہ کانگرس نے وزارتی مشن کے منصوبے کو من و عن قبول نہ کیا اور یہ کہ کانگرس اس منصوبے میں بعد میں رد و بدل کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے اس کے بعد جو مضبوط موقف اختیار کیا۔ وہ پنڈت نہرو کے اسی رویے کا نتیجہ تھا۔

لیڈی ماؤنٹ بیٹن

پنڈت نہرو کا ذکر کرتے ہوئے مولانا آزاد نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ جواہر لال پر لارڈ مونٹ بیٹن کا بہت اثر تھا۔ لیکن ان پر شاید اس سے کہیں زیادہ اثر لیڈی مونٹ بیٹن کا تھا لیڈی مونٹ بیٹن نہ صرف بلا کی ذہین ہیں۔ بلکہ بہت پُرکشش ہیں۔ اور ان کا مزاج دوست داری کے جذبات سے معمور ہے۔" ⟵

* مرحوم نے برصغیر کی آزادی کے وقت کے حالات میں لکھا ہے کہ "ہم آج یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک کی تقسیم ناگزیر تھی یا نہیں، یہ فیصلہ تاریخ ہی صادر کرے گی۔ کہ ہم نے تقسیم کو قبول کر کے دانشمندانہ اور صحیح اقدام کیا ہے یا نہیں"۔

کرشنا مینن

مسٹر کرشنا مینن کے بارے میں جو اب بھارت کے وزیر دفاع ہیں۔ مولانا آزاد نے لکھا ...... کہ مسٹر کرشنا مینن پنڈت نہرو کو اکثر و بیشتر ایسے ہی مشورے دیتے ہیں۔ جو غلط اور نقصان دہ ہوتے ہیں۔ مولانا آزاد نے مزید لکھا ہے کہ سردار پٹیل اور میں شاذ ہی آپس میں متفق ہوئے ہیں۔ لیکن مسٹر کرشنا مینن پنڈت نہرو کو جو بھی مشورے دیتے ہیں ان کے بارے میں میری اور سردار پٹیل کی رائے ہمیشہ ایک ہی رہی ہے۔

مولانا آزاد نے لکھا ہے کہ کانگرس نے جو سب سے بڑی فاش ٹھوکر کھائی تھی وہ یہ تھی کہ اس نے سردار پٹیل کے اصرار پر اور انہی کے زور دینے کے باعث یہ فیصلہ کیا کہ عبوری مرکزی حکومت میں داخلہ کا محکمہ کانگرس سنبھالے گی اور اس کے بدلے میں خزانہ کا محکمہ مسلم لیگ کو دے دیا جائے گا۔ اس کا عملی نتیجہ یہ تھا ۱۹۴۶ء کہ سردار پٹیل جو وزیر داخلہ تھے مسٹر لیاقت علی خاں کو جن کے پاس خزانہ کا محکمہ تھا۔ اور جن کی امداد کے لئے چوہدری محمد علی جیسی شخصیت متعین تھی۔ رضامند کئے بغیر ایک چپراسی کی اسامی بھی تو قائم نہیں کر سکتے تھے۔ اس صورت حال سے سردار پٹیل سخت مشتعل تھے اور جو شخص تقسیم ملک کے منصوبے کو سب سے پہلے قبول کرنے کا ذمہ دار ہے وہ بھی سردار پٹیل تھے۔

مولانا آزاد کی وصیت کے مطابق اس کتاب کی رائلٹی بھارت کی کونسل برائے ثقافتی تعلقات کو ملا کرے گی۔ اور اس روپے سے ہر سال ایسے مقالوں پر انعامات دئیے جایا کریں گے۔ جن میں سے ایک اسلام پر کسی غیر مسلم کا لکھا ہوا ہو۔ اور دوسرا ہندومت پر بھارت یا پاکستان کے کسی مسلمان باشندے کا لکھا ہوا ہو۔

پینے کا پانی صاف رکھنے کا انتظام

لاہور ۲ فروری ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ مغربی پاکستان کے محکمہ صحت نے انتظام کیا ہے کہ لاہور، ملتان، حیدرآباد اور پشاور کے میونسپل علاقوں میں پینے کا جو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کا ہر روز طبی معائنہ کیا جائے گا۔ تاکہ پانی سے پیدا ہونے والی کوئی بیماری مثلاً "ٹائیفائڈ، سہال۔ پیچش اور پیٹ کے کیڑے پیدا نہ ہو سکیں۔ جس پانی میں مضر اجزا پائے گئے۔ اسے فوراً صاف کیا جائے گا۔ اور صحت افزا بنا دیا جائے گا۔ ابتدا میں پانی کے روزانہ معائنہ کا کام انہی چار شہروں میں ہو گا۔ کیونکہ ان مقامات پر لیبارٹری کی سہولتیں مہیا ہیں۔ بعد میں جب دوسرے اضلاع میں ڈسٹرکٹ ہسپتالوں کے ساتھ لیبارٹریاں بھی مکمل ہو گئیں تو یہ سہولتیں ہر شہر میں مہیا کر دی جائیں گی اس انتظام کے تحت ہر روز پانی کے ذخائر میں سے کسی بھی جگہ سے پانی لے جایا جائے گا اور لیبارٹریوں میں تجزیہ کیا جائے گا

عوام کو نظریہ پاکستان اور اسلامی روح کی طرف راغب کیا جائے

ادیبوں کو صدر جنرل محمد ایوب خان کا مشورہ

کراچی یکم فروری۔ صدر جنرل محمد ایوب خاں نے پرسوں ادیبوں کے کنونشن کے آخری اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے پاکستانی ادیبوں کو مشورہ دیا کہ وہ تعمیری جذبے کے تحت اپنے خیالات کا اظہار ایسے پیرائے میں کریں جو عام لوگ روزمرہ کی بول چال میں اختیار کرتے ہوں۔ آپ نے کہا ہمارے ادیبوں کو ایسے ادب کی تخلیق کرنی چاہئیے جو پاکستان کے نظریے سے ہم آہنگ ہو اور جس کی بدولت وہ عوام کو اسلامی روح کے سرچشمے کی طرف راغب کریں۔

صدر ایوب نے اس اجلاس میں فی البدیہہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ادیب ایک ایسی نئی زندگی کی تخلیق میں زبردست مدد دے سکتے ہیں جو پُرمسرت ہو۔ صحت مند ہو۔ اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ ہو۔ آپ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ اب تک عام طور پر ادبی تخلیقات میں پاکستان کے نظریئے کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

صدر نے اس اجلاس میں ادیبوں کے لئے دس ہزار روپے کا فنڈ مہیا کرنے کا بھی اعلان کیا۔

اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے بابائے اردو ڈاکٹر عبدالحق نے اپنے خطبے میں کہا۔ پاکستان کے باشندوں اور حکومت کے لئے .... ضروری ہے کہ دیسی زبان ... کو ہر لحاظ سے ترقی دی ... آپ نے کہا جو حکومت زرعی اصلاحات کے نفاذ جیسا انقلابی اقدام کر سکتی ہے وہ بڑی آسانی سے ایسے اقدامات بھی کر سکتی ہے جن کے تحت پاکستان میں اردو زبان کو وہ درجہ دیا جا سکے جو اس کا صحیح حق ہے۔

ادیبوں سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر شہید اللہ نے کہا۔ یہ وقت ہے کہ تمام ادیب عرصے کے ذہنی جمود کو توڑنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ آپ نے ادیبوں کو مشورہ دیا کہ وہ غیر ملکی زبانوں کی عظیم کتابوں کے اردو میں ترجمے پر زیادہ توجہ دیں۔

ماسکو میں انفلوئنزا کی شدید وبا

ماسکو ۲ فروری۔ روسی دارالحکومت میں انفلوئنزا کی وبا انتہائی شدت سے پھیل گئی ہے۔ اور شہر کے بے شمار باشندے صاحب فراش ہیں۔ یہ وبا اسی شدت سے پھیل ہوئی ہے جیسی اب سے دو سال پہلے پھیلی تھی۔ ہسپتالوں میں مریضوں کی کثرت ہے۔ اور خود بہت سے ڈاکٹر، نرسیں اور عملہ کے دوسرے افراد بھی انفلوئنزا سے بیمار پڑے ہیں۔ سرکاری دفاتر اور سکولوں میں حاضری کم و بیش نصف رہ گئی ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ موسم تبدیل ہونے کے بعد جو ٹھنڈک پھر شروع ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ سے انفلوئنزا پھیلا ہے

اوقات روانگی دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس	گیارہویں سروس	بارہویں سروس
از سرگودھا برائے لاہور	۲½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸½	۱۰	۱۰½	۱۱½	۱۳	۱۴½	۱۶
از لاہور برائے سرگودھا	۳½	۴½	۵½	۷	۸½	۹½	۱۰½	۱۳	۱۳½	۱۵	۱۶	
از گوجرانوالہ برائے سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ:۔ لاہور سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے اور سرگودھا گوجرانوالہ کے درمیان سوا چار گھنٹے کا سفر ہے۔ (جنرل مینیجر)								
از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¼									

ربوہ ڈیک ٹینس ٹورنامنٹ

زیر نگرانی مجلہ دار الصدر جنوبی ربوہ کی طرف سے آل ربوہ ڈیک ٹینس (رنگ) ٹورنامنٹ مورخہ ۶-۷-۸ فروری ۱۹۵۹ء جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو رہا ہے جسمیں اول اور دوم آنیوالی ٹیموں اور سنگل سائڈ میں بھی اول و دوم کو انعامات تقسیم ہونگے۔ وہ اصحاب جو اس ٹورنامنٹ میں حصہ لینے کے شائق ہوں اپنے اسماء بمعہ ایک روپیہ فیس داخلہ برائے ٹیم اور ہر فیس داخلہ سنگل جلد از جلد زعیم محلہ کو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

عبد المنان خان

زعیم دار الصدر جنوبی۔ ربوہ